22/٤

١٧٢

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوۃ و التحیۃ

نمبر ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ — معہ — جلد ۹

ضمیمہ متضمن مسائل مذہب المجددین اہل السنۃ

قیمت رسالہ و ضمیمہ

یہ رسالہ عموماً عـه سالانہ قیمت پر دیا جاتا ہے خاص روساء اہل اسلام بنظر اعانت للعـه عنایت فرماتے ہین بعض اشخاص سے جنکی آمدنی چالیس روپیہ ماہوار سے زیادہ نہین سے عـه لئے روپیہ لئے جاتے ہین۔ جنکی آمدنی دس روپیہ سے زیادہ نہین ہے تین روپیہ جو دس روپیہ ماہوار بھی آمدنی نہین رکھتے پر علمی بضاعت رکھتے ہین اور اس رسالہ کی اشاعت کرتے ہین اون کو بلا قیمت دیا جاتا ہے ضمیمہ اکثر رسالہ سے علیحدہ نکلتا ہے اس کی عام قیمت تین روپیہ ہے خاص چھ روپیہ رعایتی عـه ادنی ۱۲ار آخری دعا خیر

الراقم

ابو سعید محمد حسین۔ مہتمم رسالہ اشاعۃ السنۃ لاہور۔

فہرست مضامین نمبر ۱۰

(۱) خشک شکریہ پر شک
(لائق توجہ اہلحدیث خصوصاً
(۲) بقیہ اقتصاد فی مسائل
(۳) اپیل نزل ادا اہلحدیث
(لائق توجہ اہلحدیث خصوصاً مبلغین
میدان مناظرہ مقلدین)
(۴) اشتہار جہاد ترکی با افغان
اور مسلمانان ہندوستان۔
(لائق توجہ گورنمنٹ ایڈیٹر)
(۵) اکثر مذہبی القاب کی نامرغوبیت
(لائق ملاحظہ تمامی گروہ اہلحدیث)
(۶) بعض ہمعصرو پر افسوس اور ان پر
برادرانہ نصیحت
(۷) تخمین مسئلہ کی بحث اسلامات
در علم الٰہی عقلی۔

اطلاع

خاکسار مہتمم بقیہ ایام جولائی اپنے وطن قدیم بٹالہ مین بسر کریگا اوائل اگست مین شملہ پہنچیگا لہذا اخیر جولائی تک خط و کتابت و ارسال زر بنام خاکسار بہ نشان بٹالہ ضلع گورداسپور ہونا چاہیے بکم اگست سے تا اطلاع ثانی بہ نشان شملہ اوپر کا بازار

ابو سعید محمد حسین

ضرور ملاحظہ فرماؤ ورنہ پچھتاؤگے

ہماری ضروری التماسات و قومی ضروریات کیطرف قوم کی توجہ کم ہوتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ التماسات قوم کے ملاحظہ مین نہین گذرتین خصوصاً ان حضرات کے جو صوفی کہلاتے ہین اور باوجودیکہ خود دنیاوی تعلقات (ملازمت وغیرہ) مین ازسرتاپا مستغرق ہین قومی ضروریات کو دنیا سمجھتے ہین اور اخروی صدمات اٹھاکر سخت نادم و متاسف ہونگے۔

ہاں طالبان دنیا کو جو شب و روز تحصیل زر مین مصروف ہین بعض اتنا نہین جانتے کہ قوم کیا بلا ہے اور کس بلا مین مبتلا۔ وہ حضرات اور نہین تو مضامین اشاعۃ السنہ کی فہرست ہی ملاحظہ فرما لیا کرین شاید کسی مضمون کو وہ لائق ملاحظہ سمجھکر اسکیطرف مرجعت کرین جیسا کہ اس نمبر ۱ مین مضمون "خشک شکریہ" ہے یا نمبر ۷ جلد ۹ مین مضمون "التماس تمہید" ہے تو اتنا ہی نتیجہ ہوگا کہ وہ ایک دن اپنے قومی وکیل اشاعۃ السنہ کو ماننے سے محروم نہین ہونگے

مفید عام پریس لاہور مین چھپا

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

خشک شکریہ پر شکریہ

اور

حقیقی شکریہ کی تعلیم و مشورہ

اشاعۃ السنۃ کی اس قومی خدمت پر کہ اسنے اپنی قوم کو گویا ایک نئی غلامی کو اٹھایا اور ایک دل آزار عیب دار لفظ "وہابی" کی استعمال کو گورنمنٹ سے بند کرایا اور بجای اس نازیبا لقب کے انکو گورنمنٹ اور پبلک کیطرف سے اہلحدیث کا خطاب دلوایا ہے۔ ہندوستان و پنجاب کے اطراف واکناف سے بہت سے ایڈریس (کاغذات متضمن شکریہ) دفتر اشاعۃ السنۃ مین موصول ہوئے ہین۔

ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ بجای اسکے کہ ان قدرشناس اعیان قوم کی اس قدرشناسی کا "فرداً فرداً" شکریہ ادا کرے۔ سب حضرات کا یکجا شکریہ ادا کرتا ہے اور انکے اس احسان کا معترف ہے۔ کہ انہون نے اشاعۃ السنۃ کی ناچیز خدمت کی قدر کی اور بارسال کاغذات شکریہ اسکو عزت بخشی۔

مگر ساتھ ہی انکے اس ناصحانہ التماس سے بھی اسکو ایک قومی خدمت سمجھکر رک نہین سکتا۔ کہ خشک شکریہ (کاغذی ہو یا لفظی) ایک رسمی شکریہ ہے۔ حقیقی اور سچا شکریہ جسکی شریعت اسلامیہ مین ہدایت ہے وہ ہے جو مطابق ضرورت وقت اور بحسب حیثیت و استطاعت ادا کیا جائے۔

مثلاً اگر ایک شخص نے دوسرے پر مالی احسان کیا ہو۔ تو وہ بھی اسکے شکریہ مین اسپر مالی احسان کرے۔ اگر یہہ مالی احسان کو پسند کرے یا اسکی ضرورت رکھتا ہو۔ اور اگر یہہ اُس کے کام مین وقت صرف کر چکا ہو۔ تو وہ بھی اسکے کام مین وقت صرف کرے اگر یہ اِسکا طالب یا محتاج ہو۔ اِسکو صرف مال یا وقت کی خواہش یا حاجت نہو یا اُسکو اُسکی طاقت نہو۔ تب اُسکا لفظی شکریہ (مرحبا جزاک اللہ) بامحل ہے۔

ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جو شخص تم پر احسان کرے اوسپر تم بھی ویسا ہی احسان کرو۔ تمکو ویسی احسان کی طاقت نہو تب اسکے حق مین اسقدر دعا کرو جو تمہارے علم مین اس احسان کی برابر ہو جو اوسنے تم پر کیا ہے۔ اس ارشاد فیض بنیاد آنحضرت کے مطابق اشاعۃ السنۃ کی قومی خدمات کا شکریہ واجب تھا تو یہہ تھا۔ کہ اہل وسعت اعیانِ قوم اشاعۃ السنۃ کی قومی کامون مین ہر طرح

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلعم من صنع الیکم معروفا فکافئوہ فان لم تجدوا ما تکافئوہ فادعوا لہ حتی تروا ان قد کافأتموہ رواہ احمد (مشکوۃ صفحہ ۱۶۲) کافئوہ احسنوا الیہ مثل ما احسن الیکم (مرقات)

تن من دھن سے مدد کرتے تھے اگر وہ تن من دھن سے قومی خدمات مین مصروف ہون۔ نہ یہ کہ دور سے بیٹھے بیٹھے ہر حرف مرحبا جزاک اللہ کہنے پر اکتفا کر بیٹھے ۔

اس التماس سے یہ مطلب ہرگز نہین کہ وہ ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کو کچھ دین۔ اور اسکی ذاتی ضرورتونکو پورا کرین۔ بلکہ مطلب اسکا صرف یہہ ہے کہ وہ اسکی قومی ضرورتون مین اس سے ہمدردی کرین۔ اور جس قومی کام مین صرف زر یا وقت بکار ہے اسمین زر اور وقت سے اسکی معاونت کرین ۔

جس کامیابی پر یہ حضرات خوشیان مناتے اور مبارک بادیان سناتے ہین وہ تو انکی قومی ترقی کی پہلی منزل ہے اور ہنوز بہت سی منازل انکو طے کرنے باقی ہین جو صرف ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کی ذاتی طاقت سے (قلمی ہو خواہ قدمی یا درمی) طے نہین ہو سکتے وہ لوگ اپنی قوم کی سچی ترقی خواہ اور ترقی خواہان قوم کے دل سے ہمدرد ہین۔ تو ان منازل کے طے کرنے مین اشاعۃ السنۃ کو تن من دھن سے مدد دین ۔

ان منازل و وسائل ترقی قومی سے ایک یہ بھی ہے[*] کہ اشاعۃ السنۃ کے وہ مضامین جو ترجمہ گورنمنٹ کی لائق ہین انگریزی زبان مین چھپین اور گورنمنٹ کے ملاحظہ سے گذرین اسکی بابت اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ جلد ۹ کے پہلے صفحہ مین ایک التماس معروض خدمت بہی خواہان قوم کی ہو چکی ہے۔ اس التماس کیطرف کم سے کم ایک صاحب نے بھی (فرستندگان ایڈریس ہین خواہ حضرات دیگر) توجہ نہین فرمائی اور اپنی امر موافق یا مخالف اس التماس کی نسبت ظاہر نہین کیا۔ اس عدم توجہی و بے اعتنائی کے ساتھ بعض حضرات کا خشک شکریہ (لفظی یا کاغذی) کیا کار آمد ہے۔ اور یہی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ یا قوم کا کیا

---

[*] ازانجملہ ایک یہ بھی ہے کہ حکم ممانعت استعمال لفظ وہابی کے شکریہ مین جیسے آنرایبل سر چارلس ایچیسن صاحب بہادر سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب کی حضور مین اہل حدیث کا ایڈریس بوساطت ڈیپوٹیشن پیش ہوا تھا ایسے ہی ہز ایکسلنسی لارڈ ڈفرن وایسرای و گورنر جنرل ہند کی حضور مین انکا ایڈریس بذریعہ ڈیپوٹیشن پیش ہو کیونکہ ڈاک کے ذریعہ سے ارسال میموریل متضمن شکریہ مین قوم اہل حدیث کا وہ اعزاز مقصود نہین ہے جو مختلف صوبجات ہندوستان (بنگال۔ پنجاب۔ ممالک مغرب و شمال۔ مدراس۔ بمبئی۔ اور ممالک متوسط) کے اعیان اہلحدیث کا ڈیپوٹیشن پیش ہونے مین اس قوم کا اعزاز مقصود ہے ابھی خیال ہے کہ تابک ویسرای کی حضور مین میموریل روانہ نہین ہوا اور نہ اوسکا مسودہ منظوری کیلیے ناظرین کی خدمت مین پہنچا ہے۔ اس ڈیپوٹیشن کا بمقام لاہور مین (جب ویسرای سلامت سے رونق افروز لاہور ہون) اجتماع اور ایڈریس کی تیاری بھی صرف زر پر موقوف ہے۔ اور اس صرف کے لیے صرف ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کا جیب کافی نہین لہذا ترقی خواہان قوم اپنی قوم کا اعزاز چاہتے ہین تو اس ڈیپوٹیشن کی فراہمی اور ایڈریس کی تیاری مین بھی اپنے قومی وکیل کو مدد دین اور اس باب مین اس سے جلد خط و کتابت کرین کیونکہ وہ بعد صیام سفر کلکتہ کا عزم رکھتا ہے جس پر اس ضرورت کے علاوہ بھی بعض قومی ضرورتین باعث ہین خاکسار کی رای ناقص مین تیاری ڈیپوٹیشن و ایڈریس کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ ہر صوبہ کے ارکان ڈیپوٹیشن (صاحب وسعت ہون تو) اپنا اپنا خرچ کرین دوسری یہ کہ ان ارکان کیلیے ہر ایک صوبہ مین چندہ جمع ہو اور وہ چندہ انکی مصارف سفر مین صرف ہو۔

حضرات تتمنی ہو ان قوم آنجا بہ اپنیہ بغفلت گوش ہوش سے نکالین اور اپنی خادم وکیل اشاعۃ السنۃ کی قومی کا مدت مین اس قسم کی مدد دین جس قسم کی تھے وہ خلاف ہون اس یا دو ہانی پر بھی ان حضرات کا یہی حال رہا۔ تو آئندہ ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ انکی ایسے کامون مین جو صرف زر کے محتاج ہین وکالت سے دست بردار ہو گا اور سپر انا مر وانا الیہ راجعون پڑہے گا۔ کیونکہ قومی کام صرف ایک شخص کی زر یا زور سے انجام کو نہین پہنچتے جمہوری کام جمہوری کی مدد سے انجام ہوتے ہین ہان ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ سے جو قلمی معاونت قومی ہوسکے گی کرے گا۔ اور تجاویز مفید ترقی قومی اشاعۃ السنۃ مین درج کرتا رہیگا ان تجاویز مین گورنمنٹ کی مدد حاصل کرنا یا ان تجاویز سے جو ان پر عمل ہو عملین لانا قوم کے اختیار مین ہے ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ اب یہ بوجھ اٹھا یا نہین جاتا وہ اس بوجھ مین بہت دب گیا ہے قلمی معاونت بہی بصورتین جاری رہیگی کہ اشاعۃ السنۃ کا وجود بھی اور بقدر چندہ قوم اور علم خریداران ادا کرتی رہینگے۔ اور بلا تقاضا بہی تقاضا پر بھی زر واجب السال کرینگے آمین ہم نے انکی ایسی لئے پروائی ہے جیسیکہ ابتدا ہی (کہ اکثر حضرات نے جنکی مواضع سکونت کو نام حاشیہ مین درج ہین

امرتسر۔ اندور۔ آرہ۔ اورنگ آباد۔ بونگہ حیات۔ بمبئی۔ پٹیالہ
پانی پت۔ پھگواڑہ۔ جونپور۔ حاجی پور۔ حیدرآباد۔ دہلی۔ ڈونگا
رنگون۔ روپڑ۔ رکھانوالہ۔ سیوان۔ سیالکوٹ۔ سیہورہ۔ شکر گڈھ
بٹالہ۔ قصور۔ قادیان۔ کوٹلی لوہاران۔ کوٹ سلطان
کٹری کرنال۔ کوئٹہ۔ لدیانہ۔ ملتان۔ منٹگمری۔ مدراس
ہری ہر۔ ماریشس۔ وغیرہ وغیرہ۔)

ایڈیٹر کے خطوط تقاضا پر بھی سکوت محض اختیار کر رکھا ہے۔ نہ روپیہ واجب السال کیا ہے نہ جواب خطوط دیا ہے اور جنہوں نے کچھ جواب دیا اس نے ایفاء وعدہ نہین کیا۔ تو ایک یہ ایک مین وہ قلمی معاونت بہی موقوف و مسدود ہوگی رسالہ اشاعۃ السنۃ بند ہوگا اور ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کسی اور شغل مین مشغول ہوگا اس صورت مین قوم اہلحدیث کو یہ ادبار نصیب ہوگا۔ اشاعۃ السنۃ جیسا ثابت قدم وفادار وکیل جسکی وکالت قومی و ثابت قدمی اور وفاداری گورنمنٹ کے نزدیک بہی مسلم ہے۔ ولہذا اوسکے معروضات بحق اہلحدیث گورنمنٹ مین عزت و اعتبار سے سنے جاتے ہین۔ اس گروہ کو نصیب نہ ہوگا پھر اس قوم کو بجز افسوس ندامت کے چارہ نہ ہوگا معروضات اشاعۃ السنۃ کیطرف جیسے گورنمنٹ کی توجہ ہے ناظرین اشاعۃ السنۃ کو معلوم ہے اسکی قومی وکالت و دیانت اور وفاداری کا گورنمنٹ کے نزدیک مسلم ہونا سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب سر چارلس ایچیسن صاحب بہادر کے اس سارٹیفکٹ سے جو حضور ممدوح نے عہد گورنری سے رخصت ہونے کے وقت خاکسار کو عطا فرمائی ہے ثابت ہے۔ ذیل مین ہم اس سارٹیفکٹ کا ترجمہ اس غرض سے درج کرتے ہین کہ اسکو پڑہکر ہمارے بے حمیت ہمدرد (بے حمیت اشخاص قوم) کو حمیت پیدا ہو اور انکو وکالت اشاعۃ السنۃ کی قدر معلوم ہو اور اسکے بند ہو جانیکا ضرر و نقصان خیال مین آوے

وہ ترجمہ یہ ہے ابو سعید محمد حسین فرقہ اہلحدیث کے ایک سرگرم مولوی اور اس فرقہ اسلام کے وفادار اور ثابت قدم وکیل ہین۔ انکی علمی کوششین (یعنی تصانیف) لیاقت سے ممتاز ہین وہ نیز ملکہ معظمہ کی وفادار رعایا مین سے ہین۔

لاہور ۳۱ مارچ ۱۸۸۷ء   دستخط سی۔ یو۔ ایچیسن۔ لفٹنٹ گورنر پنجاب وغیرہ

اعلام جن خریداروں کو رسالہ نقصان کامل ہے صفحہ مین ملا ہے انکو بقیہ مضمون نقصان صفحہ ۲۳۲ سے ۲۴۷ تک اشاعۃ السنۃ صفحہ ۲۵۲ سے ۲۶۴ تک ندیا گیا وہ بجائے ان صفحات اشاعۃ السنۃ کے ہم بطور رسالہ انتقاد کو شمار کرین اور جنکو غلطی کا ارزان [illegible] کو رسالہ جہاں بالکل نہین ملا یا صرف صفحہ ۲۴۲ تک ملا ہو وہ کل رسالہ یا اسکا باقیماندہ حصہ طلب کرین۔

غزاهم فجاء رجل على فرس او برذون وهو يقول الله اكبر الله اكبر وفاء لا غدر فنظروا فاذا عمرو بن عبسه فارسل اليه معاوية فسأله فقال سمعت رسول الله يقول من كان بينه وبين قوم عهد فلا يشد عقدة ولا يحلها حتى ينقضي امدها او ينبذ اليهم على سواء فرجع معاوية (رواه ابو داود ص۲۳ ج۲ والترمذی ص۲۰۴ ج۱)

وفا چاہیے نہ کہ غدر۔ امیر معاویہ نے دیکھا تو وہ عمرو عبسہ صحابی تھا امیر معاویہ نے ان کے آنے کا سبب پوچھا تو انہون نے فرمایا کہ مینے آنحضرت صلعم سے سُنا ہے کہ جسکا کسی قوم سے عہد ہو وہ اسکو فسخ نکرے جب تک مدت گذر نہ جائے یا برابر برابر فسخ عہد سے اسکو اطلاع دے جائے۔ یہ سنکر امیر معاویہ اس حملہ سے باز آئے اور وہان سے پھر گئے +

مسئلہ چہارم و پنجم کے نتایج مسئلہ ششم و ہفتم کے نتایج کے ساتھ بیان ہون گے +

چھٹا و ساتوان مسئلہ

(۶) کافر (ظالم اور مذہب مسلمانون مین مزاحم لایق جہاد ہی کیون نہون) جب مسلمانون کے شہرون اور ملک پر تغلب سے تسلط پالیتے ہین تو ان شہرون کے مالک و متصرف ہوجاتے ہین +

(۷) جب کسی کافر کے ملک یا شہر مین کوئی مسلمان امن چاہکر رہے تو وہ اسی عہد والے کی مانند ہوجاتا ہے جسنے صریح عہد دیا ہو۔ اسکو اس کافر سے غدر

کرنا اور اس کے جان و مال سے تعرض کرنا ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ صریح عہد والون کی جان و مال سے تعرض حرام ہے۔

غلبہ سے کافر کے مالک ہوجانے کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے کافرون کے اُن تصرفات کو جو انہون نے آپ کے اموال پر متسلط ہو کر کئے نافذ فرمایا۔ اور خود تسلط پاکر ان کو بے محل و بے اعتبار نہین ٹہرایا۔ صحیح بخاری مین حدیث ہے کہ آنحضرت صلعم سے اسامہ نے حج کے ایام مین پوچھا یا رسول اللہ آپ مکہ مین اپنے کس گھر مین اُترین گے۔ آپ نے جواب مین فرمایا عقیل نے ہمارا کوئی گھر چھوڑا ہے؟ (یعنی سبھی گھرون پر تصرف کر لیا ہے)۔

عن اسامة بن زید انه قال یا رسول الله این تنزل فی دارك بمكة فقال هل ترك لنا عقیل من رباع او دور وكان عقیل ورث ابا طالب هو وطالب لم یرثه جعفر ولا علی شیئا لانهما كانا مسلمین وكان عقیل وطالب كافرین (بخاری صـ ۲۶۱)

اس ملک و تصرف عقیل کی ایک وجہ تو اسی حدیث مین بیان ہوئی ہے کہ ابو طالب کے وارث عقیل اور طالب ہی ہوئی تھی نہ حضرت علی و جعفر کیونکہ وفات ابو طالب کے وقت عقیل و طالب کافر تھے۔ اور حضرت جعفر اور حضرت علی مسلمان ہو چکے تھے۔ مگر یہ وجہ بجز ملک و تصرف مکانات ابو طالب کے اور مکانات کے (جن مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکان بھی

شامل تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مین عقیل اُنکا وارث نہین ہوسکتا تھا) ملک وتصرف کی دلیل نہین ہوسکتی ۔

لہٰذا یہ وجہ ملک وتصرف (جو اس حدیث مین بیان ہوئی ہے) ابو طالب کی مکانات کے مالک ہوجانے سے مخصوص رہے گی اور آنحضرت کے مکان کے مالک ومتصرف ہوجانے کی وجہ وہی کہنے پڑیگی جو ہم نے بیان کی ہے کہ عقیل کا غلبہ وتسلط اس مکان پر ہوگیا تھا جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نافذ فرمایا قسطلانی نے اس حدیث کی شرح مین فرمایا ہے یہ گھر اجنکا حدیث مین ذکر ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد ہاشم کی تھی پھر اُنکے بیٹے عبد المطلب کو پہنچی اُنہنے اپنی اولاد مین تقسیم کردیئے پھر اپنے باپ عبد اللہ کا حق آنحضرت کو ملا اسی مکان مین آنحضرت صلعم تولد ہوئے تھے چنانچہ فاکہی نے بیان کیا ہے آنحضرت کا یہ کہنا کہ عقیل نے ہمارا کوئی گھر نہین چھوڑا اس سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس گھر کے مالک تھی اور اپنی ذات شریف

قیل ان ھذہ الدار کانت لہاشم بن عبد مناف ثم صارت لابنہ عبد المطلب فقسمہا بین ولدہ ممن ثم صار للنبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حق ابیہ عبد اللہ وفیہا ولد النبی صلعم قالہ الفاکہی ۔ وظاہر قولہ وہل ترک لنا عقیل من رباع انہا کانت ملکہ و اضافہا الی نفسہ فیحتمل ان عقیلا تصرف فیہا کما فعل ابو سفیان بدور المہاجرین ویحتمل غیر ذلک × × × × × وقال الداودی

وغیرہ کان کل من هاجر من المومنین باع قریبه الکافر داره فامضی النبی صلی الله علیه وسلم تصرفات الجاهلیة تالیفاً لقلوب من اسلم منهم۔ (قسطلانی ص۱۷۵ جلد ۳)

کیطرف اس گھر کو آپ نے منسوب فرمایا ہے۔ پس عقیل کے مالک ہو جانے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ عقیل نے اس گھر مین تصرف کر لیا ہو جیسا کہ ابوسفیان نے اور مہاجرین کے گھرون پر تصرف کیا تھا اور شاید اسکی وجہ کوئی اور بھی ہو۔

راقم کہتا ہے یہہ تردد قسطلانی کا ہمارے مدعا کو ضرر نہین پہنچاتا۔ ہمارا مدعا یہہ ہے کہ عقیل کے ملک مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے گھر آجانے کی وجہ وراثت نہین ہو سکتی۔ اسکی وجہ تغلب وتسلط ہے اسکے ساتھ اور بھی وجہ ہو تو مضایقہ نہین۔ پھر قسطلانی نے کہا ہے کہ داؤدی وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ ہر ایک مہاجر کا مکان اسکے قرابتی نے بیچ دیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے تصرفات زمانہ جاہلیت کو تالیف قلوب نومسلمون کے لئے نافذ فرمایا (یعنے اپنا دخل وتصرف پاکر بھی انکو فسخ نہین کیا) وہ تصرفات ناجایز ہوتے تو ضرور آپ مکہ پر متسلط ہو کر جسکا مکان کسی نے دبا کر فروخت کر دیا تھا وہ اسی کو دلواتے اور ظالم کے تصرف کو اٹھاتے۔

اس مسئلہ "تغلب کفار سے ثبوت ملک" مین مجتہدین کا اختلاف ہے۔ شافعی اور ایک جماعت قایل ہین کہ کفار صرف غلبہ سے مسلمانوں کے اموال کے

وقد اختلف اهل العلم فی ذلك فقال الشافعی وجماعة لايملك اهل الحرب بالغلبة شيئا من المسلمين و لصاحبه اخذه قبل القسمة وبعدها وعن علی والزهری وعمرو بن دينار والحسن لايرد اصلا ويختص به اهل المغنم وقال عمرو بن سلمان بن ربيعة وعطاء والليث ومالك واحمد و آخرون وهی رواية عن الحسن ايضاً ونقلها ابن ابی الزناد عن ابيه عن الفقهاء السبعة ان وجده صاحبه قبل القسمة فهو احق به وان وجده بعد القسمة فلا ياخذه الا بالقيمة (نيل الاوطار ص ۱۹۱ ج ۷)

مالک نہین ہوتے لہذا جو مال مسلمانون کا کافرون کے ہاتھ مین چلا جائے وہ مسلمانون کے فتحیاب ہونے پر انہی مسلمانون کو ملے گا جن کا مال تھا حضرت علی و زہری و عمرو بن دینار و حسن بصری کہتے ہین کہ وہ کافرون کا مال ہوچکا تھا مسلمانون کے ہاتھ آئے گا تو ان سب کا ہوگا جنہون نے کافرون کو لوٹا ۔ عمرو بن سلمان ابن ربیعہ عطا ولیث و امام مالک و امام احمد وغیرہ کا یہ قول ہے کہ وہ مال مسلمانون مین تقسیم ہوچکا ہو تو اصل مالک کو بقیمت ملیگا تقسیم سے پہلے بلاقیمت بھی وہ لینے کا حقدار ہے اس مذہب سے بھی یہی بات ہوتی ہے کہ وہ مال کفار کے ملک مین آچکا تھا ۔

کتاب ہدایہ مین (جو حنفی مذہب مین ایک مشہور و معتبر کتاب ہے) کہا ہے کہ کفار ہماری اموال پر غلبہ پائین تو ان کے مالک ہوجاتے ہین بشرطیکہ وہ ان کو اپنی جائے

واذا غلبوا علی اموالنا والعیاذ بالله واحرزوها بدارهم ملکوها وقال الشافعی لایملکونها لان الاستیلاء محظور ابتداءً وانتهاءً والمحظور لاینتهض سبباً للملك علی ما عرف من قاعدة الخصم ولنا ان الاستیلاء ورد علی مال مباح فینعقد سبباً للملك دفعاً لحاجة المکلف کاستیلاءنا علی اموالهم وهذا لان العصمة تثبت علی منافاة الدلیل ضرورة تمکن المالك من الانتفاع فاذا زالت المکنة عاد مباحاً کما کان غیر ان الاستیلاء لایتحقق الا بالاحراز بالدار لانه عبارة عن الاقتدار علی المحل حالاً ومآلاً والمحظور لغیره اذا صلح سبباً لکرامة تفوق الملك وهو الثواب الآجل فما ظنك بالملك العاجل

تسلط مین لیجائین۔ امام شافعی اس مسئلہ کے مخالف ہین وہ کہتے ہین کفار کا تغلب ہی ناجائز ہے تو وہ ملک کا سبب کیونکر ہو سکتا ہے حنفیہ کی طرف سی اسکا جواب یہہ ہے کہ تغلب کفار اموال مسلمین پر گو ناجائز ہے مگر اس حالت مین اور اسوقت تک کہ مسلمانون کا اُسپر تسلط و قبضہ ہو اور جب وہ تسلط اُٹھ گیا تو کافرون کا تسلط اُن اموال پر جائز ہو گیا اور وہ مال مباح پر تسلط ٹہرا وہ کہتے ہین دراصل ہر چیز سے ہر شخص نفع اُٹہانیکا مستحق ہے چنانچہ قران مین فرمایا ہے "خدا نے تم سب کے لئے جو کچھ زمین مین ہے پیدا کیا ہے" پھر خاص خاص چیزون سے خاص خاص لوگون کو نفع اُٹہانیکے لئے خداتعالے نے قبضہ و تسلط کو سبب بنا دیا ہے اور یہ حکم دے دیا ہے کہ

عمدہ منتخب جلد ۱ ۱

جنگی پیٹر ہو یعنے جسکے قبضہ و تسلط مین ہو جو کسی سے منع نہ دے اور جب یہ قبضہ و تسلط اٹھ گیا تو وہ مال سب کے لئے مباح ہو گیا۔ پھر اسپر نصب و تسلط مال مباح پر تسلط ہوگا اور وہ ملک کا سبب ہو سکے گا۔ جیسا کہ ہمارا تسلط ان کے اموال پر مال مباح پر تسلط اور ملک کا سبب ہوتا ہے ◆

امام شافعی کے مذہب کی تائید مین بعض علما یہہ حدیث پیش کرتے مین جو صحیح مسلم مین بصفحہ ۵۴ جلد ۲ منقول ہے کہ ایک عورت کفار کی قید مین آگئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اونٹنی (عضبا نامی) بھی اُن کے قابو مین آئی۔ وہ عورت ان کی قید مین تھی اور وہ لوگ اپنے اونٹون کو اپنے ڈیرون* کے سامنے رات کو لے آتے اور

عن عمران ابن حصین قال واسرت امرأة من الانصار واصیبت العضباء فکانت المرأة فی الوثاق وکان القوم یریحون نعمهم بین یدی بیوتهم فانفلتت ذات لیلة من الوثاق فاتت الابل فجعلت اذا دنت من البعیر رغا فتترکه حتی تنتهی الی العضباء فلم ترغ قال وهی

---

* طحاوی کی روایت مین ہے چنانچہ فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین منقول ہے وکانوا اذا نزلوا یریحون ابلهم فی افنیتهم یعنے وہ اس سفر مین منزل پر اترتے تو اونٹون کو اپنے آگے کے میدانون مین لے آتے اسلئے ہمنے بیوت کا ترجمہ ڈیرہ سے کیا ہے۔ وہان سفر مین بنے ہوئے گھر نہ تھے وہی کپڑے کمبل وغیرہ کے ڈیرے تھے ◆

منوقة فقعدت فی عجزها فانطلقت ونذروا بہا فطلبوها فاعجزتہم قال ونذرت لله عز وجل ان نجاها الله علیہا لتنحرنہا فلما قدمت المدینة راها الناس فقالوا العضباء ناقة رسول الله صلعم فقالت انہا نذرت ان نجاها الله علیہا لتنحرنہا فاتوا رسول الله صلعم فذکروا ذلك له فقال سبحان الله بئس ما جزتہا نذرت الله ان نجاها علیہا لتنحرنہا لا وفاء لنذر فی معصیة ولا فیما لا یملك العبد وفی روایة ابن حجر لا نذر فی معصیة الله (صحیح مسلم ص۴۳ جلد۲)

ٹہرایا کرتے ایک شب وہ عورت قید سے چھوٹ گئی اور وہ اُن اونٹوں میں پہنچی وہ جس اونٹ کے پاس جاتی وہ آواز کرتا۔ لہذا وہ اُسکو چھوڑ دیتی یہانتک کہ عضباء اونٹنی کے پاس پہنچی تو وہ نہ بولی کیونکہ وہ سواری مین لگی ہوئی اور فرمان بردار تھی۔ وہ اسپر سوار ہوکر چل پڑی۔ کفار کو علم ہوا تو وہ پیچھے دوڑے مگر اسکو پکڑ نہ سکے اسوقت اسنے یہ منت مانی کہ خدا نے اسکو کفار سے بچا لیا تو وہ اوس اونٹنی کو خدا کے نام پر ذبح کرے گی۔ آنحضرت صلعم نے یہ بات سنی تو فرمایا کہ اُسنے بُرا کیا جو اسکو بدلہ دیا۔ گناہ کی منت کا وفا واجب نہین۔ اور نہ اس چیز کی منت کا جسکا بندہ مالک نہو۔ اس حدیث سے استدلال کی وجہ وہ یہ بیان کرتے ہین کہ اس اونٹنی کی نسبت اس حدیث کا آخری فقرہ فرمایا گیا ہے وہ اونٹنی تغلب سے کفار کی ملک آجاتی تو وہ عورت بھی اُسکی مالک ہوجاتی اس صورت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عورت کو یہ نہ فرماتے کہ جس چیز کا کوئی مالک نہو

178

[illegible] ہیں۔

[illegible] تھی [illegible] دیا ہے کہ وہ لوگ ہنوز اوس [illegible] عورت کے ہاتھ آئی تھی

[illegible] وحيازة بعضهم كان قبله في حربي وقبل الاحراز لا يثبت الملك ودليلنا من القران قوله تعالى للفقراء المهاجرين فالله تعالى سماهم فقراء والفقير من لا يملك فلو لم يملك الكفار اموالهم ما سموا فقراء (عيني شرح هدايه ص ٢٤٩ جلد ٣)

اور کہا ہے تغلب سے کفار کی ملک تب ثابت ہوتی ہے جب وہ مسلمانون کے مال کو اپنے گھر لے جاوے و تسلط مین لیجائین۔ یہ کہا ہے ہماری (حنفیہ کی) دلیل قران مین یہ قول خدا تعالی ہے جس مین خدا نے فقراء مہاجرین کو صدقہ کا مصرف ٹھہرایا ہے اس قول مین خدا نے ان کو فقیر کہا ہے اور فقیر وہی کہلاتا ہے جسکے ملک مین کچھ نہو اور اگر کفار مکہ وغیرہ مہاجرین کے پس ماندہ اموال کے مالک نہو جاتے تو خدا ان کو فقیر نہ کہتا۔

ایسا ہی شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین استدلال آیت قرآن

وليس من لا يملك مالا وهو في مكان لا يصل اليه فقيرا بل هو مخصوص بابن السبيل - ولهذا عطوا عليه في

کی تائید مین کہا ہے کہ جو شخص صرف کسی خاص مکان مین ہونے کے سبب اپنے مال کا مالک اور اسپر قابض و متصرف

نص الصدقة (فتح القدیر ص۳۰ ج۲)

ہو اسکو فقیر نہین کہا جاتا ایسا شخص ابن السبیل کے نام سے مخصوص ہے ۔

اور جواب حدیث عضبا کی تائید مین کہا ہے کہ اسپر روایت طحاوی مین یہ قول راوی شاہد ہے کہ وہ جب منزل پر اترتے تو اونٹون کو سامنے کے میدان مین لے آتے جس سے سمجھہ مین آتا ہے کہ وہ ہنوز راستہ مین تھی کہ وہ عورت اس اونٹنی کو لے بھاگی ۔

وحدیث العضباء کان قبل احرازهم بلادهم الی تری الی قوله کانوا اذا نزلوا الخ فانه یفهم منه انها افلتت قبل ذلک وهم [illegible] (فتح القدیر ص۳۰ ج۲)

مؤلف کہتا ہے ۔ جو لوگ ان علماء کی اس بات کو غلط کہین وہ اس سے بڑھکر صحیح روایت سے ثابت کرین کہ وہ لوگ اونٹنی کو اپنے ملک دار الحرب مین لیجا چکے تھے اور جہان وہ رات کو اونٹ بٹھاتے تھے وہ ان کے وطنی اور سکونتی مکانات سے [illegible] تھے ۔

ایک جواب اس حدیث کا یہ بھی ممکن ہے کہ یہ حدیث نفی ملک تغلب و تسلط پر نص یا اشارہ نہین ہے ۔ اس حدیث مین جو فرمایا گیا ہے کہ جس چیز کا بندہ مالک نہو اسکی منت کا وفا اسپر واجب نہین ہے اس کا اس امر پر نص یا اشارہ ہونا متعین نہین ہے کہ یہہ اس عورت کے حق مین کہا گیا ہے ۔ اور اس سے یہ مقصود ہے کہ وہ عورت اوس اونٹنی کے تغلب سے مالک نہین ہوئی اسلئے اسپر اس ذبح کرنے کی منت کا ایفا واجب نہین جایز و محتمل ہے کہ یہ

یک جداگانہ حکم متعلق نذر بیان کیا گیا ہو ۔ اس عورت کی نسبت اور اس کے حق مین وہی پہلا حکم ہو کہ گناہ کی منت کا وفا واجب نہین ہے ۔ اور اس سے یہ مقصود ہو کہ تیرا فعل معصیت ہے لہذا تجھ پر اسکا ایفا واجب نہین ہے ۔ اس فعل کا معصیت ہونا آپ کے اس لفظ سے بھی ثابت ہوتا ہے جو اس سے پہلے فرمایا ہے کہ اُسنے یہ بُرا کام کیا جو اسکو بدلہ دیا ۔ اور اگر اس قول نبی کو جسمین ملک غیر مین وفا نذر کا واجب نہونا فرمایا گیا ہے اسی عورت کے حق مین تسلیم کیا جائے تو اسکی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بوقت نذر اس عورت کا پورا تغلب تسلط نہوا تھا ۔ اسوقت تک ممکن تھا کہ اوس اونٹنی کو اسکے مالک کفار (جو اسکے پکڑنے کو دوڑے تھے) اسکو چھین کر لیجاتے (گو اسکے بعد یہ امکان دور ہوا جب وہ تھک کر واپس ہوئے) اور یہہ بھی ممکن تھا کہ آنحضرت صلعم اس اونٹنی کو نہ اپنے ملک سابق کے لحاظ سے بلکہ اموال غنیمت مسلمانون سے حق اصطفا؎ کی نظر سے خود لے لیتے (چنانچہ ایسا ہی ہوا) اور احتمال ہے کہ اسی حق اصطفا کی نظر سے اپنے اوس اونٹنی کو لے لیا ہو ۔ پھر وہ باوجود قیام ان احتمالات کے اس عورت نے کیون اس اونٹنی کو اپنے ملک سمجھ لیا اور اسکا ذبح کرنا مان لیا ۔ علماء شافعیہ اور جو ان کے ہم خیال ہون اس حدیث سے ان احتمالات کو اٹھا لین تب اس حدیث سے تمسک کا نام لین ؂

اس بیان سے ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہ رح و امام مالک رح و امام احمد رح کا مذہب کہ

؎ قد کان للنبی صلعم من الغنائم ثلث حظوظ خمس الخمس والصفی یصطفیه لنفسه من درع او سیفا وجاریة وسهم کسهم احدهم (فتاوی حمادیه ص[illegible])

کافر تغلب سے اموال مسلمین کے مالک ہوجاتے ہین یہ صحیح ہے اور آیات قرآن اور حدیث صحیح بخاری اس مذہب کے موید ہین اور اسکے خلاف تغلب سے انکا مالک نہونا جو ان چارون امامون سے صرف شافعی کا مذہب ہے اسپر کوئی صریح دلیل ثابت نہین ہے۔ اور نہ اس مذہب پر چلنے والے ہندوستان مین کوئی نظر آتا ہے۔ بالجملہ ساکنین ہندوستان کے مذہب مین کافر تغلب سے مالک ہوجاتا ہے اور ہمارے مسئلہ ششم مین ہندوستان کے اہل مذاہب کو نزاع کا محل نہین ہے ٭

کافرون کے ملک اور شہر مین امن جتا کر غدر نہ کرنے کے حرام ہونے پر **دلیل** بعینہ صریح حدیث صحیح بخاری وغیرہ کی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ صحابی اپنی حالت کفر مین ہم مذہب قوم کے ساتھ ہوکر مصر مین گیا۔ وہان کے بادشاہ مقوقس نے اون لوگون سے احسان کیا اور مغیرہ کے احسان و اکرام مین قصور کیا۔ اس سے مغیرہ کو رشک پیدا ہوا کیونکہ وہ ان کا ہم قوم نہ تھا لہذا جب وہ واپس ہوکر رستہ مین شراب پی کر مخمور ہوئے اور سوگئے تو مغیرہ نے اس حالت نشہ اور نیند مین ان سے

كان المغيرة بن شعبة صحب قومًا في الجاهلية فقتلهم واخذ اموالهم ثم جاء فاسلم فقال النبي صلى الله عليه واله وسلم اما الاسلام فاقبل واما المال فلست منه في شئ (رواه البخاري ص ۳۷۹ وفي رواية ابي داؤد ص ۲۵ جلد ۲) واما المال فانه مال غدر لا حاجة لنا فيه۔ وكان المغيرة قبل اسلامه

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

صحب قوماً فی الجاهلیة من ثقیف
من بنی مالك لما خرجو زائرین
المقوقس بمصر فاحسن الیهم وقصر
بالمغیرة فحصلت له الغیرة منهم لانه
لیس من القوم فلما كانوا بالطریق
شربوا الخمر فلما سكروا وناموا غدر بهم
فقتلهم جمیعاً واخذ اموالهم فلما بلغ
ثقیفاً فعل المغیرة تداعوا للقتال
فسعی عروة عم المغیرة حتی اخذوا
منهم دیة ثلاثه عشر نفساً واصطلحوا
فهذا هو سبب قوله ای غدر ثم جاء
الی المدینة فاسلم فقال له ابوبكر ما
فعل المالكیون الذین كانوا معك
قال قتلهم وجئت باسلابهم الی رسول
الله صلی الله علیه وسلم لتخمس
او یری فیها رأیه فقال النبی صلی
الله علیه وآله وسلم اما الاسلام

غدر کیا۔ ان کو قتل کر ڈالا اور اُن کا
مال لوٹ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر اسلام
کا اظہار کیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرے اسلام
کو تو ہم نے قبول کیا پر اس مال سے
ہم کو کچھہ تعلق وحاجت نہین ہے۔
کیونکہ یہ غدر کا مال ہے **قسطلانی** نے
مال غدر ہونے کی وجہ یہہ بیان
کی ہے کہ مال مشرکین (یعنے جو
لڑائی کے لایق ہون) اگرچہ تغلب و
تسلط اہل اسلام کے وقت مال غنیمت
کہلاتا ہے (جو حلال ہے) پر امن
کی حالت مین اس مال کا ان سے
جبر سے لینا حلال نہین ہے۔ اور
جب انسان کسی کے ساتھ ہو کر چلتا
ہے تو اپنے ساتھی کو یہ جتاتا ہے کہ

نا قبل ای اقبلہ واما المال فلست منه فی شئ ای لا اتعرض له لکون اخذه غدرا لان مال المشرکین وانکانت مغنومة عند القهر فلا یحل اخذها عند الامن فاذا کان الانسان مصاحبا لهم فقد امن کل واحد منهما صاحبه فسفك الدما واخذ الاموال عند ذلك غدر والغدر بالکفار وغیرهم محظور انتهی مختصرا

(قسطلانی ص ۳۵ جلد ۴)

مین تیرے جان و مال سے تعرض نہین کرون گا - اور مین نے تجھے امن و عہد دیا اس کے بعد اس کا خون بہانا اور مال لوٹ لینا غدر ہے اور غدر کافرون کے ساتھ کیون نہو حرام ہے +

اس حدیث مین جب صرف ملکر راستہ چلنے کو حکماً و معنیً امن و عہد ٹھہرایا اور اس امن و عہد کے خلاف کو غدر قرار دیا ہے تو عین ملک و بلاد کفار مین جو ابتدا سے ان کے ملک ہون یا تغلب سے ان کے تسلط مین ہون امن جتا کر رہنا اور اسمین امن و آزادی کے ساتھ عمر بسر کرنا کیونکر امن و عہد نہوگا اور اسکا خلاف کیون نہ غدر قرار پائے گا +

مسئلہ چہارم و پنجم و ششم و ہفتم کے نتایج

ان مسایل اربعہ اور ان کے دلایل کے نتایج بیان کرنے سے پہلے دو امر واقعی نفس الامری کا بیان ضروری ہے

امر اول یہ کہ ملک ہندوستان پر برٹش گورنمنٹ کا پورا قبضہ و تسلط ہے۔ کوئی ذی شوکت سلطنت اس قبضہ و تسلط کی مزاحم نہین ہے۔

امر دوم یہ کہ مسلمان جو ہندوستان مین اقامت گزین ہین تین قسم مین منقسم ہین +

قسم اول اسلامی ریاستون کے رئیس با اختیار (جیسے رئیس ٹونک۔ رئیس رامپور۔ رئیسہ بھوپال۔ رئیس حیدرآباد۔ وغیرہ)

دوم ان رئیسون کی ماتحت رعایا۔

قسم سوم خاص برٹش گورنمنٹ کی رعایا جو کسی اسلامی ریاست کے ماتحت نہین۔

ان تینون اقسام سے ہر ایک قسم کا برٹش گورنمنٹ سے دوستی و ترک مقابلہ و لڑائی کا عہد ہو چکا ہے۔

قسم اول نے تو گورنمنٹ سے صریح لفظی اور حقیقی معاہدہ کیا ہے کہ وہ گورنمنٹ سے کبھی مخالفت نہ کرین گے۔ اور ہمیشہ اس کے مددگار رہینگے اور ایسا ہی اسوقت تک وہ کرتے رہے ہین قسم دوم کا عہد ان کے رئیسون کے عہد مین داخل و شامل ہے یہ امر اس حدیث بخاری سے ثابت ہوتا ہے جس مین یہ ارشاد ہے کہ سبھی مسلمانون کا ذمہ ایک ہوتا ہے ادنے شخص کسی سے عہد کر لے اور لڑنے مارنے سے امان دے تو اورونکو اس عہد کا پورا کرنا لازم ہو جاتا ہے

باب ذمة المسلمين وجوارهم واحدة يسعى بها ادناهم الخ (صحیح بخاری ۴۵)

پس جو جاے کہ اعلیٰ طبقہ قوم کے رئیسون اور سردارون نے کسی کو عہد و امن دیدیا ہو **قسم ثالث** سے **بعض اشخاص** کا تو صریح لفظی اور حقیقی عہد ہوچکا ہے یہ وہ لوگ ہین جو تحریراً و تقریراً حاضر و غائب خیر خواہی و وفاداری گورنمنٹ کا دم بھرتے ہین اور ان کی خدمت و معاونت مین سرگرم ہین ان ہی لوگون مین **پنجاب کے اہلحدیث** داخل ہین۔ جنہون سر ہنری دیوس صاحب بہادر کے عہد لفٹنٹ گورنری مین بذریعہ ایک عرضداشت کے اس عہد کا اظہار کیا تھا جسپر شرعنہ مین پنجاب گورنمنٹ سے ایک سرکلر بھی ان کی تصدیق و تائید مین مشتہر ہوا تھا۔ اور **باقی تمام** مسلمانون کا جنہون نے کبھی کچھ قلم یا مونہہ سے عہد نہین کیا معنوی و حکمی عہد ہو چکا ہے اس عہد (حکمی و معنوی) سے کوئی شخص سکان ہندوستان سے خالی نہین ہے۔ کیونکہ وہ سالہا سال سے امن چاہ کر گورنمنٹ کی رعایا کہلا کر امن و آزادی سے زیر حکومت گورنمنٹ اوقات بسر کر رہے ہین نہ بر بنا مقابلہ و مخالفت کے وہ مدعی ہین اور نہ جاسوس بنکر دار الحرب کے رہنے والون کی طرح خفیہ سکونت رکھتے ہین۔ بلکہ مغیرہ بن شعبہ سے (جسکا حال بصفحہ (۴۴) بیان ہوا ہے) بڑھکر اپنی زبان حال سے عہد و امن کا اظہار کر رہی ہین۔ امور واقعیہ کا بیان تمام ہوا۔ اب اصل نتائج کو بیان کیا جاتا ہے۔

ان دلایل (نمبر ۴ و ۵ و ۶ و ۷) سے اور ان کے دلایل سے بلحاظ ان دو امور واقعیہ کے صاف اور یقینی طور پر **ایک** یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمان ہندوستان کے

تینون قسم کا جب تک وہ اپنے معہدون پر (لفظی و حقیقی ہون خواہ معنوی و حکمی مثلی ہون خواہ ضمنی) قایم رہین اور اس گورنمنٹ کے ماتحت رہین۔ اور ان عہدون کو علانیہ طور پر اٹھا کر یا حکومت گورنمنٹ سے باہر جا کر اپنے ارادہ مخالفت سے برملا گورنمنٹ کو اطلاع دین) اس گورنمنٹ سے لڑنا یا اُن سے لڑنے والون کی (ان کے بہائی مسلمان کیون نہون) کسی نوع سے مدد کرنا صریح غدر اور حرام ہے ۔

اس نتیجہ کو ناواقف اہل اسلام ملاحظہ فرما کر پیش نظر رکھین اور صرف کفر کی نظر سے ہر ایک مخالف مذہب سے جنگ و مقابلہ کرنے کو شرعی جہاد نہ سمجھ لیا کرین۔

"عہد و امن والون سے لڑنا ہرگز شرعی جہاد (ملکی ہو خواہ مذہبی) نہین ہو سکتا ہے بلکہ عناد و فساد کہلاتا ہے غدر ۱۸۵۷ء مین جو مسلمان شریک ہوئے تھے وہ سخت گناہگار اور بحکم قرآن و حدیث وہ مفسد و باغی بدکردار تھے۔ اکثر ان مین عوام کالانعام تھے بعض جو خواص و علماء کہلاتے تھے وہ بھی اصل علوم دین (قرآن و حدیث) سے بے بہرہ تھے یا نافہم و بے سمجھ۔ باخبر و سمجھ دار علماء اس مین ہرگز شریک نہین ہوئے اور نہ اس فتوی پر جو اس غدر کو جہاد بنانے کے لئے مفسد لئے پھرتے تھے انہون نے خوشی سے دستخط کئے۔ اسکی تفصیل ہم اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ جلد ۹ مین کر چکے ہین۔ یہی وجہ تھی کہ مولوی اسمعیل دہلوی جو حدیث و قرآن سے باخبر اور اس کے پابند تھے اپنے ملک ہندوستان مین

انگریزون سے (جنکے امن و عہد مین رہتے تھے) نہین لڑے اور نہ اس ملک کی ریاستون سے لڑے ہین۔ اس ملک سے باہر ہو کر قوم سکھون سے (جو مسلمانون کے مذہب مین دست اندازی کرتے تھے کہ اونچے اذان نہین کہنے دیتے تھے) لڑے۔ اسکی تفصیل بھی آنریبل سید احمد خان صاحب سی۔ ایس۔ آئی کے رسالہ جواب ڈاکٹر ہنٹر سے اشاعۃ السنہ نمبر (۱۰) جلد (۱۰) مین گذر چکی ہے۔

دوسرا نتیجہ ان مسایل اور ان کے دلایل سے یہ پیدا ہوتا ہے کہ بعد علم ان مسایل کے کہ "مذہب اسلام مین اہل حرب کفار سے بھی دوستی و عہد جایز ہے اور عہد والون سے لڑنا حرام ہے اور جس ملک پر کفار متسلط ہو جائین اسکے وہ مالک ہو جاتے ہین اور کافرون کے ملک مین باامن رہکر یا امن جتا کر ان سے لڑنا اور غدر کرنا حرام ہے" بعض خیرخواہان گورنمنٹ کا مسلمانون پر یہ گمان کہ وہ جب کبھی قابو پائین گے گورنمنٹ پر تلوار چلائین گے اور جو ان مین مذہب کے پکے اور دعوے اسلام مین سچے ہین وہ اس کام مین سب سے پیش قدم نکلین گے محض بہتان ہے۔ اس گمان کے مرتکب مدعیان خیرخواہی سلطنت ان مسایل سے ناواقفی کے سبب یہ گمان رکھتے ہین تو اب وہ ان مسایل کو پڑہکر اس بدگمانی سے باز آئین۔ اگر وہ دیدہ و دانستہ ان پر یہ تہمت لگاتے ہین تو اس مین وہ اسقدر غور کرین کہ اس بدگمانی مین نہ صرف رعایا اہل اسلام کا ضرر ہے۔ بلکہ اسکا اثر و ضرر سلطنت کو بھی پہنچتا ہے۔ سلطنت کو رعایا سے

183

یہ [illegible] بنین تو وہ کب محل اعتماد اور مورد خاص عنایت سلطنت ہون گے۔ اور کیونکر نہ وہ دل اور جوش سے اپنا فرض اطاعت و اعانت سلطنت کو ادا کرینگے اور سلطنت کے پاؤن بھی بے خدشہ و بے کھٹک جمین گے۔ کیا اچھا کہا گیا ہے ؎

رعیت چو بیخ ست سلطان درخت   درخت اے پسر باشد از بیخ سخت

ایسا ہی ایک اور شعر ہے ؎

مراعات دہقان کن از بہر خویش   کہ مزدور خوشدل کند کار بیش

خیر خواہان ملک و سلطنت اب بھی اس بدگمانی کو دماغ سے نکال ڈالین۔ اور رعایا و سلطنت کو باہم شیر و شکر ہو کر ملک مین امن قایم کرنے دین +

مسئلہ ہشتم و نہم و دہم

(۸) کافر مسلمانون کے مذہب مین مزاحم بھی ہون۔ اور ان کا ملک دار الحرب بھی ہو۔ اور ان سے کسی مسلمان رئیس یا رعایا کی دوستی و عہد بھی نہو۔ اور ان کے ملک و امن مین مسلمان رہتے نہ ہون ۔ تو ان شرطون اور صورتون مین بھی اُن سے جہاد تب ہی واجب و جایز ہے ۔ کہ مسلمانون مین ایسی جمعیت حاصل و جماعت موجود ہو جسمین انکو کسر شوکت اسلام کا خوف نہو ۔ فتح و غلبہ اسلام کا ظن غالب ہو +

(۹) ان ہی شرطون اور صورتون مین ایک بڑی بھاری شرط شرعی جہاد کی یہ ہے کہ مسلمانون مین امام وخلیفہ وقت موجود ہو ◆

(۱۰) مسلمانون پر ایسی بھی مجبوری کی حالت جایز اور ممکن الوقوع ہے کہ نہ انکی کوئی جماعت ہو نہ ان کا کوئی امام ومقتدا وہ گناہگار نہون ۔ او تارک فرض قرار نہ پائین شرط جمعیت قابل طمانیت پر **دلیل** خدا تعالی کا یہ قول ہے کہ "خدا تعالی نے ایک کا ہزار سے مقابلہ کرنا تمکو معاف کر دیا ہے ۔ اب اگر تم مین ایک سو صابر اشخاص ہون تو وہ دو سو کفار سے غالب آسکتے مین" یعنے ایک سو دو سو کا مقابلہ کرے ۔ اور یہ قول خداوندی کہ "لڑنے والون کے لئے جہان تک طاقت رکھو تیر اندازی اور گھوڑے بہم پہنچاؤ جس سے تم اپنے اور خدا کے دشمن کو ڈراؤ" ◆

الان خفف الله عنكم وعلم ان فيكم ضعفا فان يكن منكم مائة صابرة يغلبوا مائتين وان يكن منكم الف يغلبوا الفين باذن الله والله مع الصابرين (انفال ع۹) واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم (انفال ع۹)

فتاوی عالمگیری مین جو حنفی مذہب مین ایک مشہور ومعتبر فتاوی ہے لکھا ہے جواز عہد کے لئے دو شرطین ہین ایک یہہ کہ دشمن اطاعت قبول نکرے ۔ اور وہ مسلمانون کے عہد و امان مین بھی نہو ۔ دوسری شرط یہہ

اما شرط اباحته فشيان احدهما امتناع العدو عن قبول ما دعى اليه

184

[illegible] [illegible] جہاد و [illegible] من يعتقد في اجتهاده ودرايه وان كان لا يرجو القوة والشوكة للمسلمين في القتال فانه لا يحل له القتال لما فيه من القاء نفسه في التهلكة - كذا في محيط السرخسي

(فتاوى عالمگیری)

ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة -

(بقرہ ع ۲۳)

[illegible] مسلمانون کو اپنے غالب و فتحیاب ہونے کی امید ہو۔ اور اگر مسلمانون کو اپنی قوت اور شوکت کی امید نہو توپھر ان کو لڑنا اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالنا ہے (یعنی جسکی نسبت قرآن مین یہ حکم ہے کہ "اپنی جانون کو ہلاکت مین نہ ڈالو") ایساہی سرخسی کے محیط مین ہے۔

اور کفایہ حاشیہ ہدایہ مین ہے کہ جہاد کی شرط یہ ہے کہ جہاد کرنے والے صاحب وسعت ہون اور دشمن کے ذی نفس (مدافعت) کی طاقت رکھین۔ عجز و کمزوری کے ساتھ جہاد کا حکم نہین ہے۔ ایساہی مستخلص شرح کنز مین ہے۔

والشرط في ذلك ان يكون القايمون به من اهل الغناء والدفاع لان التكليف لا ياتي مع العجز -

(كذا في الكفاية والمستخلص شرح كنز)

جہاد کے لئے امام کے موجود ہونے **کی شرط پر یہ حدیث دلیل ہے** جو بخاری و مسلم نے اپنی کتابون مین نقل کی ہے کہ امام ڈھال

عن ابی ھریرۃ عن النبیؐ قال انما الامام جنۃ یقاتل من وراۂ ویتقی بہ (بخاری ص۴۱ مسلم ص۱۲۶)

ہے اسکی آڑ مین لڑین اور اسکو اپنا بچاؤ بنائین +

انما الامام جنۃ ای کالساتر لانہ یمنع العدو من اذی المسلمین ویمنع الناس بعضھم من بعض ویحمی بیضۃ الاسلام ویتقیہ الناس ویخافون سطوتہ ومعنی یقاتل من ورائہ ای یقاتل معہ الکفار والبغاۃ والخوارج وسایر اھل الفساد والظلم مطلقاً ۔۔

(شرح مسلم ص)

اس حدیث کی شرح مین امام نووی نے کہا ہے کہ امام مسلمانون کے لئے آڑ یا پردہ کی مثل ہوتا ہے مسلمانون کو دشمنون کی تکلیف سے بچاتا ہے ۔ اس کی آڑ مین لڑنے کے یہ معنے ہین کہ اس کے ساتھ ہو کر کافرون سے (یعنے جو لڑنے کے لائق ہون) اور باغیون اور خارجیون وغیرہ اہل فساد و ظلم سے لڑین +

اذا الامام ای الخلیفۃ او امیرہ جنۃ بضم الجیم کالترس فھو تشبیہ بلیغ یقاتل بصیغہ المجھول من ورائہ بکسر المیم ویتقی بہ بیان لکونہ جنۃ ای یکون الامیر فی الحرب قدام القوم لیستظہر

اور ملا علی قاری نے مرقاۃ مین اس حدیث کی شرح مین کہا ہے ۔ کہ امام سے مراد خلیفہ وقت ہے یا جو اسکا تجویز کیا ہوا امیر ہو وہ سپر کی مانند ہوتا ہے ۔ جس کے آڑ مین لڑین اور اس کو اپنا بچاؤ بناوین یہ اس کے سپر ہونے کا بیان ہے کیونکہ امام یا اس کا نائب امیر لڑائی مین قوم کے آگے ہوتا ہے ۔ لوگ اُسی کی مدد اور قوت سے لڑتے ہین

185

ویقتل بقوته کالترس للمترس والاولی ان یحمل علی جمیع الاحوال لان الامام یکون ملجاء للمسلمین فی حوائجهم دائماً (مرقاۃ ملا علی قاری)

اور اگر اسکو ہر حال مین (لڑائی ہو یا نہو) سپر کہین تو بہتر ہے کیونکہ امام مسلمانون کا ان کے سب کامون مین جائے پناہ ہوتا ہے ۔

ایسا ہی شیخ **عبد الحق** نے شرح مشکوۃ مین کہا ہے اور مولوی **محمد اسمٰعیل** مرحوم دہلوی نے (جو گروہ اہلحدیث کے ایک بڑی ممبر تھے) رسالہ **منصب امامت** مین احکام خلیفہ راشد کے بیان مین کہا ہے واز انجملہ توقف عبادات شرعیہ بر نفقت سوا امر او یعنے چنانکہ عبادات دینیہ وطاعات شرعیہ اگر مطابق سنت نبویہ باشد مقبول است والا مردود ہمچنان صحت جمعہ و اعیاد و جہاد و حدود و تعزیرات ہمہ متوقف است بر امر امام قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انما الامام جنة یقاتل من ورائه ویتقی به اور اس مسئلہ کی تائید ان عبارات مین بھی موجود ہے جو سوال آئندہ کے جواب مین منقول ہونگی جن مین صاف تصریح ہے کہ جہاد کرنا امام ہی کا کام ہے ۔

یہان یہ **سوال** پیدا ہوتا ہے کہ امام جس کو اس حدیث مین جہاد کے لئے شرط ٹہرایا گیا ہے کسکو کہتے ہین اور اس مین کن کن اوصاف وشروط کا پایا جانا اسلام واہل اسلام نے ضروری قرار دیا ہے ۔ اور ان شروط و اوصاف کا امام اس زمانہ مین کسی حصہ زمین مین موجود ہے یا نہین ◆

اس کا جواب یہ ہے کہ اسلامی کتابون مین **امامت** کے دو قسم بیان ہوئے ہین ایک **چھوٹی امامت** جو نماز کے پیش امام مین پائی جاتی ہے **دوسری** بڑی امامت جو خلیفہ وقت اور امام زمانہ مین پائی جاتی ہے۔ اس حدیث مین وہی امام مراد ہے جسمین امامت **قسم دوم** پائی جاتی ہے۔ کیونکہ اس حدیث مین لڑائی کے آگے ہونا اور مسلمانون کو ان کے دشمنون سے بچانا امام کا کام بیان کیا گیا ہے۔۔ جو امام قسم اول کا کام نہین ہے* اس امام **قسم ثانی** کے لئے کتب فقہ و عقاید مین بہت سی شرطین بیان ہوئی ہین جو ایک مدت سے یک قلم مفقود ہین۔ درمختار مین ہے۔ ”امامت دو قسم ہے چھوٹی اور بڑی۔ بڑی امامت لوگون پر عام تصرف و اختیار کے استحقاق کا نام ہے جسکی تحقیق علم کلام مین ہے۔ ایسے امام کے لئے یہ شروط ہین کہ وہ مسلمان ہو۔ غلام نہو۔ مرد ہو۔ عورت یا بچہ نہو عقلمند صاحب قدرت ہو اور قریش ہو۔ یہ شرط نہین کہ وہ خاص کر ہاشمی یا علوی ہو اور معصوم ہو۔ چھوٹی امامت اس تعلق کا نام ہے جو نماز کی

باب الامامة هي صغرى وكبرى فالكبرى استحقاق تصرف عام على الانام وتحقيقه في علم الكلام ونصبه اهم الواجبات فلذا قدموه على دفن صاحب المعجزات ويشترط كونه مسلما حرا ذكرا عاقلا بالغا قادرا قرشيا لا هاشميا علويا معصوما ۔۔ والصغرى ربط صلوة المؤتم بالامام (درمختار مث)

پیش امام کو مقتدیون سے ہوتا ہے ۔

ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر مین ہے ۔

ان للمسلمين لابد لهم من امام يقوم بتنفيذ احكامهم واقامة حدودهم وسد ثغورهم وتجهيز جيوشهم واخذ صدقاتهم وقهر المتغلبة والمتلصصة وقطاع الطريق واقامة الجمع والاعياد وتزويج الصغار والصغاير الذين لا اولياء لهم وقسمة الغنايم ونحو ذلك من الواجبات الشرعية التى لا يتولاها احاد الامة × × ثم يشترط للامام ان يكون قرشيا لقوله عليه السلام الايمة قريش وهو حديث مشهور وليس المراد به الامامة فى الصلوة اتفاقا فتعينت الامامة الكبرى خلافا للخوارج × × × × ولا يشترط ان يكون

مسلمانون کے لئے ایسے امام کا ہونا ضروری ہے جو ان مین احکام اور حدود شرعی کو جاری کرے اور انکی سرحدون کو محفوظ رکھے ۔ اور انکے لشکر تیار کرے اور ان سے زکوۃ وغیرہ صدقات وصول کرے ۔ اور ان پر غلبہ پانے والون اور چورون اور رہزنون کو مغلوب کرے اور ایسے ہی اور امور جنکو عام لوگ نہین کرسکتے ۔ × × × × پھر امام کے لئے یہہ شرط ہے کہ وہ قریش ہو کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی آیمہ قریش سے ہون یہ حدیث مشہور ہے ۔ اور اسمین نماز کا پیش امام بالاتفاق مراد نہین ہے ۔ لہذا اسمین خلیفہ وقت کا مراد ہونا متعین

الامام هاشمیاً او علویاً او معصوماً

* * * ویشترط ان یکون من اهل الولایة المطلقة الکاملة بان یکون مسلماً حراً ذکراً عاقلاً بالغاً سائساً بقوة رایه ورویته بالقدة ومعونة بأسه وشوکته قادراً بعلمه وعدالته وکفایته وشجاعته علی تنفیذ الاحکام وحفظ حدود الاسلام وانصاف المظلوم من الظالم عند حدوث المظالم۔

(شرح فقه اکبر ص ۱۱۶ و ۱۱۷)

وسلم ہوا۔ اسکا ہاشمی یا علوی یا معصوم ہونا شرط نہین۔ اور اس مین یہ شرط ہے کہ وہ عام اور کامل اختیارات کے لائق ہو یعنے مسلمان ہو۔ غلام نہو۔ مرد ہو۔ بچہ یا عورت نہو۔ صاحب سیاست وتدبیر وفکر وشوکت وقدرت ہو۔ اپنی علم وشجاعت عدالت سے احکام جاری کرنے اور حدود اسلام کے محفوظ رکھنے اور ظالم سے مظلوم کا حق دلانے پر قادر ہو +

اور **شرح مواقف** مین ہے جمہور علما اسپر ہین کہ امامت کا مستحق وہ شخص ہے جسمین شروط ذیل پائی جاوین

المقصد الثانی فی شروط الامامة الجمهور علی ان اهل الامامة ومستحقها من هو مجتهد فی الاصول والفروع لیقوم بامور الدین متمکنا من اقامة الحج وحل الشبهة فی العقاید الدینیة

اوّل یہ کہ وہ مسایل اصول وفروع مین خود مجتہد ہو جس سے وہ امور دین کو قایم رکھے اور وہ دینی عقاید پر دلایل قایم کرسکے اور شبہات جو لوگونکو عقاید اسلام مین پیدا ہون دور

مستقلا بالفتوی فی النوازل والاحکام والوقایع نصًّا واستنباطا لان اهم مقاصد الامامة حفظ العقاید وفصل المحکومات ورفع المحاکمات۔

ولن یتم بدون هذا الشرط ذو رأی وبصارة بتدبیر الحرب والسلم وترتیب الجیوش وحفظ الثغور

لیقوم بامور الملك شجاع قوی القلب لیقوی علی الذب علی الحوزة والحفظ لبیضة الاسلام بالثبات فی المعارك کما روی انه علیه الصلوٰة والسلام وقف بعد انهزام المسلمین فی الصف قائلا انا النبی لا کذب ✦ انا ابن عبد المطلب ✦ ولا سهولة ایضًا فی اقامة الحدود وضرب الرقاب و

قیل لا یشترط فی الامامة هذه الثلاث

لانها لا توجد الصفات الآن مجتمعة

کر سکے ۔ اپنے آپ احکام و حوادث مین فتوی دے ۔ نص قرآن و حدیث سے خواہ اپنے اجتہاد و استنباط سے کیونکہ عقاید اسلام کی محافظت اور فصل خصومات و انفصال مقدمات امام کے فرائض سے اہم (زیادہ تر مقصود) فرض ہے جو بلا وجود شرط اجتہاد پورا نہین ہو سکتا ۔ **دوسری** شرط یہہ کہ وہ ملکی و پولیٹیکل معاملات مین صاحب رائے ہو اور لڑائی و صلح و آراستگی لشکر و محافظت حدود کی تدبیرون سے واقف ہو جس سے وہ ملکی انتظام کر سکے **تیسری** شرط یہ ہے کہ وہ دل کا بہادر ہو جس سے وہ ممالک اسلام سے دشمن کو ہٹا سکے اور جماعت اسلام کی اپنی ثابت قدمی سے حفاظت کرے جیسا کہ آنحضرت صلعم سے منقول ہے کہ میدان

واذا لم یوجد کذلک فاما ان یجب نصب فاقدها فیکون اشتراطها عبثا لتحقق الامامة بدونها او یجب نصب واجدها فیکون تکلیفا بما لا یطاق، نعم یجب ان یکون عدلا فی الظاهر لیلا یجور فان الفاسق ربما یصرف الاموال فی اغراض نفسه فیضیع الحقوق عاقلا لیصلح للتصرفات الشرعیة والملکیة بالغا لقصور عقل الصبی ذکرا اذ النسآ ناقصات العقل والدین حرا لیلا یشغله خدمة السید عن وظایف الامامة ولئلا یحتقر فیعصی فان الاحرار یستهزؤن العبید ویستنکفون عن طاعتها فهذہ الصفات الثمانی او الخمس شروط معتبرة فی الامامة بالاجماع وفیه اشارة الی ان القول بعدم اشتراط الثلث الاول مما لا یلتفت الیه۔

جنگ سے لوگون کے بھاگ جانے کے بعد آپ تنہا کھڑے رہے اور یہہ فخریہ اور بہادرانہ کلمات فرماتے تھے "مین نبی ہون اسمین جھوٹ نہین ہے" - مین عبد المطلب کا بیٹا ہون" اور نیز شرعی حدود (سزاؤن) کا قایم کرنا اور قصاص ومقابلہ مین مجرمون اور ظالمون کی گردن مارنا کوئی ہلکا کام نہین جسکو بزدل کر سکے۔ بعض علماء کا یہ قول ہے کہ امام مین ان تین شرایط کا وجود ضروری نہین کیونکہ یہ صفات اسوقت اکثر کسی شخص مین پائی نہین جاتین پھر اگر ان شرایط سے معرا امام کا مقرر کرنا واجب ٹھہرایا جاے تو ان شروط کا اعتبار عبث ہوتا ہے اور اگر ان شرایط کا جامع امام کا مقرر کرنا واجب ٹھہرایا جائی تو یہہ ایک ایسے امر کو واجب ٹھہراتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.